مرزا غلام نبی جانباز رحمتہ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

روزنامہ جنگ لندن ۲۱۔نومبر ۹۲ء کے صفحہ آخر پر ایک چھوٹی سی خبر ہے کہ مجلس احرار کے راہ نما اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے رفیق جانباز مرزا کا انتقال ہوگیا ہے۔**انا للہ وانا الیہ راجعون** اس مختصر خبر نے اضطراب اور بے چینی کی کئی لہریں دل و دماغ میں اٹھا دیں اور زندگی میں دوسری بار کسی جنازے میں شریک نہ ہوسکنے کا افسوس زندگی بھر کے لیے حسرت بن گیا۔ پہلا موقع میری چھوٹی والدہ مرحومہ کی وفات کا تھا جس کی اطلاع مجھے شکاگو میں ملی اور میں تصور و خیال میں جنازے اور تدفین کا نقشہ کھینچنے کے سوا کچھ نہ کرسکا اور دوسرا موقع الحاج مرزا غلام نبی جانباز کی وفات کا ہے جس نے بعد مسافت اور سفر کی کلفتوں کا صحیح معنوں میں احساس دلادیا پھر روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہونے والی اس خبر کے اختصار اور محل وقوع نے بھی اضطراب کی ان لہروں میں اضافہ کیا خبر لگانے والے نیوز ایڈیٹر غریب کو کیا معلوم کہ جانباز مرزا کون تھا اور اس ملک اور قوم کے لیے اس کی خدمات کیا تھیں؟ یہ خبر آزادی و حریت کے قدر دان کسی ملک کے اخبار میں چھپتی تو اس کا انداز یہ نہ ہوتا مگر ہمارا المیہ یہ ہے کہ آزادی کی باگ ڈور جن طبقات کے ہاتھ میں آئی انہیں اس کے لئے کچھ کرنا نہیں پڑا تھا آزادی کے لئے دو سو سال تک قربانیاں اور طبقوں نے دیں اور آزادی کے ثمرات سمیٹنے کے لیے دوسرے طبقات کو آگے بڑھادیا گیا اس لیے انہیں کیسے خبر ہوسکتی ہے کہ آزادی کیا ہے اور اس کے لیے ہمیں کیا قیمت ادا کرنی پڑی ہے؟ دارلعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس کا ایک واقعہ اس وقت میری نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے پاکستان سے جانے والے علماء کے قافلہ کے ساتھ مجھے سفر کی سعادت حاصل نہیں ہوسکی تھی میں دو دن لیٹ پہنچا صد سالہ اجلاس کا آخری دن تھا اور مجھے اپنے پاسپورٹ کا پولیس اسٹیشن میں اندراج کرانا تھا اس مقصد کے لیے پولیس نے جلسہ گاہ کے قریب ہی کیمپ آفس قائم کر رکھا تھا۔ جانباز مرزا بھی اجلاس میں شرکت کیلئے وہاں پہنچے ہوئے تھے میں ان کی محبت و شفقت کی وجہ سے انہیں تایا کہا کرتا تھا ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا تایا میرے ساتھ چلو پولیس میں پاسپورٹ کا اندراج کرانا ہے وہ میرے ساتھ چل پڑے پولیس کے کیمپ میں ایک خوش شکل اور نوجوان ہندو پولیس انسپکٹر اس ڈیوٹی پر مامور تھا پہلے تو جاتے ہی مرزا صاحب نے حسب عادت ایک ایسا فقرہ چست کیا کہ کیمپ آفس میں قہقہوں کا لاوا پھوٹ پڑا پھر ہم نے حاضری کا مقصد بیان کیا اور میں نے ہندو انسپکٹر سے کہا کہ کیا آپ ان بزرگوں کو جانتے ہیں؟ انہوں نے آزادی کی خاطر چودہ سال جیل کاٹی ہے میرا یہ کہنا تھا کہ انسپکٹر نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا اور اپنے عملہ کو پکار کر کہا کہ سب لوگ کام چھوڑ کر یہاں آجاؤ ہمارے ایک بزرگ اور محسن آئے ہیں سب لوگوں نے کام چھوڑ دیا اور جانباز مرزا کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے انسپکٹر نے عملہ کے افراد سے مرزا صاحب کا تعارف کرایا کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سوراج (آزادی) کی خاطر انگریز کی

جیل میں چودہ سال گذارے ہیں اس کے بعد اس مجلس کی جو کیفیت ہوئی اسے میں زندگی بھر نہیں بھول سکوں گا مجھے یوں لگا جیسے ہم کسی مندر میں ہیں جانباز مرزا ایک مقدس مورتی ہیں اور چاروں طرف پجاری گھیرا ڈالے اس مورتی کی پوجا کر رہے ہیں کافی دیر تک یہ مجلس رہی وہ لوگ مرزا صاحب سے تحریک آزادی اور جیل کے حالات پوچھتے رہے اور مرزا صاحب مختلف واقعات انہیں سناتے رہے پھر میں نے مداخلت کی اور انسپکٹر سے کہا آپ ہمیں جلد فارغ کریں تاکہ ہم اجلاس میں جاسکیں اس وقت اندازہ ہوا کہ آزادی کی قدر دان قوموں میں آزادی کے لیے قربانیاں دینے والوں کے لیے عقیدت کے کیا جذبات ہوتے ہیں جانباز مرزا نے ایک غریب سیاسی کارکن کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور ساری عمر اسی وضع داری کو نبھایا' فرنگی کی جیلوں میں آزادی کی خاطر زندگی کے چودہ سال گذار دیئے پولیس کے ڈنڈے کھائے' ہڈیاں تڑوائیں جسکے اثرات آخر تک ان کے جسم پر نظر آتے تھے' قوم و ملک کی خدمت کی اور اس شان سے کی کہ جانباز مرزا جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں ان کے دل و دماغ پر آزادی کی لگن حکمران ہے اور گھر میں فقرو فاقہ کی عملداری ہے انہوں نے شاعری اور خطابت دونوں میدانوں میں جوہر دکھائے فن کا ترازو ہر وقت ہاتھ میں رکھنے والوں کو جانباز مرزا کی شاعری اور خطابت میں شاید بہت سی خامیاں نظر آئیں لیکن اہل وطن کے دلوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کرنے اور عشق رسولؐ کی حرارت سے انہیں گرمانے کے لیے یہ با مقصد شاعری اور خطابت کامیابی کے اعلیٰ درجات پر فائز دکھائی دیتی ہے مرزا صاحب مرحوم آج کی معروف اصطلاح کے حوالہ سے " ان پڑھ " سمجھے جاتے تھے لیکن اس " ان پڑھ " نے کاروان احرار کے نام سے برصغیر کی تحریک آزادی کے بارے میں تاریخی معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ مرتب کرکے پیش کردیا ہے کہ تحریک آزادی پر کام کرنے والا کوئی سکالر اب اس سے بے نیاز رہ کر اپنے موضوع کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا جانباز مرزا کی عمر اسی (۸۰) برس سے زائد تھی اور یہ ساری عمر محنت و مشقت میں گزری بڑھاپے میں بھی وہ پیدل چلتے لائبریوں میں جاتے' حوالے تلاش کرتے' مواد اکٹھا کرتے' تحریر و کتابت کے مراحل سے گزرتے' پروف ریڈنگ اور چھپائی کی نگرانی کرتے' بسا اوقات اپنی کتابوں کے اشتہار بھی دیواروں پر خود چسپاں کرتے اور خود ہی شہر شہر گھوم کر کتاب کی فروخت کا اہتمام کرتے بلاشبہ وہ محنت و ایثار کا ایک مجسم نمونہ تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ حسنات کو قبولیت سے نوازیں' سیئات سے درگذر کریں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

---------- باقی از صفحہ ۸ ----------

ہوتا ہے اور عورتوں کا پڑھنا تو حرام ہے کیونکہ ان کی آواز پردہ ہے۔

افسوس ہے ان علماء سوء پر جو اس مادر پدر آزاد دور میں ایسی خرافات کو شرعی جواز کی سند دینے کے درپے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دینی قوتوں کی رہی سہی قوت روحانیت بھی ختم ہو کر رقص و سرود کی نذر ہوجائے گی۔